لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے (القرآن)

اسلام میں
داڑھی
کا مقام

تالیف

ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ

مکتبہ اسلامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام میں داڑھی کا مقام

تالیف

ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدیؒ

مکتبہ اسلامیہ

نام کتاب ---------- اسلام میں داڑھی کا مقام

مصنف ---------- ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ

ناشر ---------- محمد سرور عاصم

اشاعت ---------- اگست 2004ء

قیمت ---------- 20 روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 042-7244973

بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فیصل آباد فون: 041-631204

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اَھْلِہٖ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِالْاِحْسَانِ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اَمَّا بَعْدُ:

اللہ تعالیٰ نے انسان کی بناوٹ، نہایت بہتر اور پسندیدہ بنائی ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾ [۹۵/التین:۴]

''ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے۔''

ثابت ہوا کہ جو انسان کی صورت اور ساخت ہے وہ نہایت بہترین و پسندیدہ ہے اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے جوڑا جوڑا بنایا ہے۔ دونوں میں ظاہری تمیز کے لیے مردوں کو داڑھی والا بنایا ہے جس سے مرد کا حسن اور رعب دوبالا ہو جاتا ہے۔ گویا کہ مرد کے چہرے کا تاج ہے اس لیے عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ہر ایک مذہب کا خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم لیکن ان کا بڑا داڑھی والا ہوتا ہے۔ گویا کہ فطری طور پر انسان داڑھی کو اپنے لیے موجب عزت جانتا ہے۔ کیونکہ یہ رنگ الٰہی ہے جس کے برابر کوئی رنگ نہیں۔

﴿صِبْغَةَ اللّٰہِ، وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَةً﴾ [۲/البقرۃ:۱۳۸]

''اللہ کا رنگ ہم نے اختیار کیا ہے اور بتلاؤ تو اللہ سے کس کا رنگ اچھا ہے؟''

اور جب تک مسلمانوں کا ذہن مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے رنگ سے محفوظ تھا تو مرد خواہ عورت سب داڑھی کو مرد کے لیے زینت اور خوبصورتی سمجھتے تھے۔

چنانچہ علامہ ابن بطوطہ اپنے سفر نامہ الموسوم بہ تحفۃ النظار فی عجائب الاسفار (ص ۱۷ ج ۱) میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ شیخ جمال الدین ساوی نہایت خوبصورت شخص تھا۔ چنانچہ ایک عورت اس پر فریفتہ ہوگئی اور کسی بہانے سے اس کو اپنے گھر میں بلا لیا اور اندر آنے کے بعد دروازے بند کروا دیئے اور پھر شیخ کو اپنی طرف برائی کے لیے بلایا۔ شیخ موصوف نے بچنے کی بڑی کوشش کی لیکن جب خلاصی کے لیے کوئی چارہ نہ دیکھا تو اس نے پہلے بیت الخلاء جانے کا ارادہ کیا اور اندر جا کر جیب سے استرا نکالا اور اس سے اپنی داڑھی کو مونڈ دیا۔ جب باہر نکلا تو عورت کو اس کی شکل اتنی بری لگی کہ اس سے متنفر ہوگئی اور برائی سے بچ کر سلامتی سے باہر آیا۔

قارئین! غور فرمائیں جب ذہن صاف تھا تو الٰہی بناوٹ سب کو اچھی لگتی تھی۔ جب ذہن گندہ ہوگیا تو اچھی شکل بری اور بری شکل اچھی نظر آنے لگی۔ دراصل شیطان کی کارستانی ہے جس نے اللہ کے سامنے جرأت کی اور کہا:

﴿لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًاۙ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ [۴/النساء:۱۱۸، ۱۱۹]

''میں ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ اطاعت کا لوں گا اور میں ان کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو ہوس دلاؤں گا اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ چار پاؤں کے کانوں کو تراشہ کریں گے اس میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے۔''

یعنی اس نے اللہ کے بندوں کو گمراہ کرنے کے جو طریقے اور ذرائع بتائے

ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ ان کو ایسی تعلیم دے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بناوٹ کو بدلیں گے۔ ثابت ہوا کہ داڑھی کا مونڈنا یا کاٹنا شیطان کی پیروی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنا ہے۔

اور ارشاد الٰہی ہے:

﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ [۳۰/الروم:۳۰]

''اللہ کی بناوٹ اور پیدائش کی اتباع کرو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اس کی بناوٹ کی تبدیلی نہیں ہے۔ پس سیدھا دین یہی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

امام الہند شاہ ولی اللہ دہلوی حجۃ اللہ البالغہ (ص 152 ج 1) میں فرماتے ہیں:

((وَقَصُّهَا اَیْ لِلّحْيَةِ سُنَّةُ الْمَجُوْسِ وَفِيْهِ تَغْيِيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ))

''یعنی داڑھی کو کاٹنا مجوسیوں کا طریقہ ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی پیدائش اور بناوٹ کو بدلنا ہے۔''

اور اس طرح داڑھی کو مونڈنا اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ کرنا ہے۔ جس پر سخت وعید آئی ہے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ ﷺ الْمُتَشَبِّهِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ)) [1]

''ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے

[1] رواہ البخاری فی صحیحہ: ۲/۸۷۴۔

ساتھ مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت، مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں اسی طرح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ)) [1]

"اللہ تعالیٰ نے مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

قارئین! جس کام پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی لعنت ہو وہ بہت کبیرہ اور خطرناک گناہ سمجھا جاتا ہے۔ علامہ ابن حجر ہیثمی نے "الزواجر عن اقتراف الکبائر" (ص ۱۵۵ ج ۱) میں اس کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے اور ظاہر میں داڑھی مرد کی خصوصی طور پر پہچان ہے اور داڑھی کا نہ ہونا عورت کی خصوصی طور پر پہچان ہے پس جو شخص داڑھی کو مونڈتا ہے وہ یقیناً عورت سے مشابہت کرتا ہے۔ امام غزالی احیاء علوم الدین (ص ۲۵۷ ج ۲) میں فرماتے ہیں: وبها ای اللحية يتميز الرجال من النساء "یعنی اس داڑھی سے مرد عورتوں سے جدا ہوتے ہیں اور پہچانے جاتے ہیں" پس وہ اس وعید شدید میں داخل ہے اور داڑھی سب انبیا علیہم السلام کی سنت ہے۔

قرآن کریم میں ہارون علیہ السلام کی داڑھی کا ذکر ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ﴾ [۲۰/طٰہٰ:۹۴]

---

[1] الجامع الصغیر: ۱۲۳/۲۔

"اے میرے بھائی! تم میری داڑھی مت پکڑو اور نہ سر (کے بال) پکڑو۔"

نیز "درمنثور" (ص۶۲ ج۱) میں آدم اور موسیٰ علیہما السلام دونوں کی داڑھی مبارک کا ذکر ہے اور سابق انبیاء علیہم السلام کی پیروی کا بھی حکم ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ﴾ [۶/الانعام:۹۰]

"یہ (انبیا) ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی سو آپ بھی ان ہی کے طریقہ پر چلیے۔"

ماسوا ان کاموں کے جن کو ہماری شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے منسوخ کیا ہو لیکن داڑھی کے حکم کو اس شریعت نے منسوخ نہیں کیا بلکہ ثابت رکھا اور اس کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ ہمارے مرشد اعظم، سید الانبیا والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کو بھرے ہوئے تھی۔ چنانچہ شمائل ترمذی باب ما جاء فی رؤیۃ النبی فی المنام میں یزید الفارسی سے روایت ہے:

((قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِی الْمَنَامِ فِیْ زَمَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنِّیْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقُوْلُ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يُّتَشَبَّهَ بِیْ فَمَنْ رَآنِیْ فِی النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِیْ هَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَنْعَتَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِیْ رَأَيْتَهُ فِی النَّوْمِ قَالَ نَعَمْ أَنْعَتُ لَکَ رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ جِسْمُهُ وَلَحْمُهُ أَسْمَرُ إِلَی الْبَيَاضِ أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ حَسَنُ الضِّحْکِ جَمِيْلُ دَوَائِرِ الْوَجْهِ قَدْ مَلَأَتْ لِحْيَتُهُ مَا بَيْنَ هٰذِهِ إِلٰی

هٰذِهِ وَقَدْ مَلَاتْ بِنَحْرِهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ رَأَيْتَهُ فِي الْيَقْظَةِ مَا اسْتَطَعْتَ أَنْ تَنْعَتَهُ فَوْقَ هٰذَا)) ❶

''اس نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ شیطان میری مشابہت رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پس جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔ پس تو اس شخص کی صفت بیان کر سکتا ہے جس کو تو نے خواب میں دیکھا ہے؟ کہا: ہاں، درمیانہ قد والا، گندمی رنگ سفیدی کی طرف مائل، آنکھیں بڑی گویا کہ سرمہ ڈالا ہوا ہو، خوبصورت مسکراہٹ شکل، گول چہرہ اور داڑھی مبارک جو سینہ کو بھرے ہوئے تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو جاگتے ہوئے آپ کو دیکھتا تو یہی صفت بیان کرتا، نہ اس سے زیادہ۔''

اسی طرح مشہور چار خلفا ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی بھی بڑی داڑھیاں تھیں۔ جیسا کہ طبقات ابن سعد (ص ۲۵، ۲۶، ۵۸ ج ۳) الاصابہ لابن حجر (ص ۵۵، ۵۱۱ ج ۲)، تاریخ الخلفاء للسیوطی (ص ۱۰۲، ۱۱۶، ۱۲۹) وغیرہ کتابوں میں مذکور ہے۔ ایضاً داڑھی کو مونڈنا یا کاٹنا مشرکین اور مجوس سے مشابہت کرنا ہے۔ اس لیے اس سے بچنا مسلمانوں کے لیے قطعاً فرض ہے۔ کیونکہ جو کسی قوم کی مشابہت کرتا ہے تو وہ ان میں سے شمار ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) ❷

---

❶ شمائل ترمذی: باب ما جاء فی رؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام۔

❷ الجامع الصغیر: ج ۲ ص ۱۶۷ بحوالہ ابوداؤد: من حدیث ابن عمرو، بحوالہ طبرانی اوسط من حدیث حذیفۃ۔

''جس نے کسی قوم سے مشابہت کی تو وہ ان ہی میں سے ہے۔''

اس معنی کی مزید وضاحت حدیث نمبر 1 میں پڑھیں۔

قارئین! داڑھی کو مونڈنا ایک مثلہ کرنا ہے یعنی اپنے آپ کو عیب دار بنانا۔

چنانچہ امام فخر الاندلس امام ابن حزم فرماتے ہیں:

((وَاتَّفَقُوْا أَنَّ حَلْقَ جَمِيْعِ اللِّحْيَةِ مُثْلَةٌ لَا تَجُوْزُ))

اور مثلہ کے بارے میں حدیث میں منع وارد ہے۔

فاخرج الحاكم في المستدرك عن عمران والطبراني من حديث ابن عمرو والمغيرة رضى الله عنهم.((نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنِ الْمُثْلَةِ)) [1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے''

مثلہ کا معنی عیب دار کرنا۔ جسم کا مثلہ یہ ہے کہ قتل کر کے اس کے ناک اور ہونٹ کاٹے جائیں اور بالوں کا مثلہ یہ ہے کہ گالوں کے بال مونڈھے یا نوچے جائیں یا اس کو سیاہ خضاب لگایا جائے جیسا کہ لغت اور حدیث کی مشہور کتاب ''النہایہ فی غریب الحدیث والآثار'' مصنفہ امام ابن الاثیر الجزری (ص ۲۹۴ ج ۴) اور مجمع بحار الانوار مصنفہ علامہ محمد طاہر پٹنی (ص ۲۸۹ ج ۳) میں مذکور ہے۔ پس اس وجہ سے بھی داڑھی کا مونڈنا حرام ہو گیا۔ بلکہ گالوں کے ساتھ مثلہ کرنے پر سخت تنبیہ وارد ہے۔ المعجم الکبیر للطبرانی (ص ۴۱ ج ۱۱) میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ مَثَّلَ بِالشَّعْرِ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ خَلَاقٌ))

[1] الجامع الصغیر: ص ۱۸۹ ج ۲۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے بالوں کے ساتھ مثلہ کیا تو اس کے لیے اللہ کے ہاں کوئی چیز نصیب نہیں۔''

اس روایت میں اگرچہ کچھ کلام ہے لیکن چونکہ اصل مسئلہ بے شمار دلائل سے ثابت ہے لہٰذا شواہد میں ترغیب وترہیب کے لیے ایسی روایتیں کارآمد ہوا کرتی ہیں اور کتاب ''نہایہ'' اور ''مجمع البحار'' میں اس روایت کے الفاظ اس طرح سے ہیں۔ مثلة شعر حلقه من الخدود یعنی بالوں کا مثلہ یہ ہے کہ ان کو گالوں پر سے مونڈا جائے۔ بلکہ چاروں مذاہب جن اماموں کی طرف منسوب ہیں: امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور کئی ائمہ سے داڑھی مونڈنے کو حرام کہا ہے۔ [1]

قارئین! گزشتہ مضمون میں چند احادیث ذکر ہوئیں جن سے داڑھی بڑھانے کی فضیلت اور تاکید ظاہر ہوتی ہے اور اس کا مونڈنا قابل نفرت فعل ثابت ہوا ہے۔ سمجھدار مسلمان کے لیے اور اس کی نصیحت کے لیے بہت بڑا مواد ہے۔ اس کے بعد خاص وہ احادیث پیش کی جاتی ہیں جن سے داڑھی بڑھانے کی فضیلت اور تاکید کے ساتھ اس کے مونڈھنے یا کاٹنے کی برائی وقباحت معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے نصیحت حاصل کرنے کی توفیق بخشے! (آمین)

الحدیث الاول والثانی

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ أَوْفِرُوا اللِّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنْهِكُوا الشَّوَارِبَ

[1] المنهل العذب المورود لابن الخطاب ص ۱۸۶ ج ۱، الابداع فی مضار الابتداع: ص ۲۴۷۔

وَاَعْفُوا اللِّحٰی)) [1]

''ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو، یعنی داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کاٹو اور ایک روایت میں ہے کہ مونچھوں کو اچھی طرح کاٹو اور داڑھی کو چھوڑ دو۔''

تشریح

اس حدیث میں داڑھی کو بڑھانے اور چھوڑ دینے کا حکم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امر فرضیت اور وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ جیسا کہ علماء اصول نے بیان کیا ہے۔ جیسا کہ المنار مع شرحہ نورالانوار (ص ۲۳۰) التوضیح مع شرحہ التلویح (ص ۱۵۳ ج ۱) اصول السرخسی (ص ۱۸۵) اصول البزدوی (ص ۲۱) شرح المنار لابن مالک مع حواشی للھاوی وعزمی وابن الحلبی (ص ۱۲۰) الحسامی (ص ۴۰) وغیرہ اور علامہ ابن حاجب جمال الدین مختصر الاصول میں فرماتے ہیں:

قال الجمهور الامر حقيقة في الوجوب.

''یعنی جمہور کے نزدیک امر کا حقیقی معنی وجوب ہے''

اور شیخ ابن الہمام حنفی ''التحریر'' ص ۱۲۹ میں فرماتے ہیں: صيغة الامر خاصة بالوجوب عند الجمهور یعنی امر کا صیغہ جمہور کے نزدیک خاص وجوب کے لیے ہے اور اس کی شرح ''التحبیر'' مصنفہ امیر بادشاہ (ص ۲۴۱ ج ۱) میں ہے:

وَصححه ابن الحاجب والبيضاوی و قال الامام الرازی هو الحق ولآمدی و امام الحرمين لمذهب الشافعی رحمة الله عليه و قيل انه

---

[1] متفق علیہ مشکوۃ: ۳۸۰۔

الذی املاہ الاشعری علی اصحابہ یعنی علامہ ابن حاجب اور قاضی بیضاوی نے اس قول کو صحیح کہا ہے۔ امام رازی آمدی اور امام الحرمین اس قول کو حق بتلاتے ہیں اور بعض کا کہنا ہے کہ یہی حکم (کہ امر، وجوب کے لیے ہے) امام ابوالحسن اشعری نے اپنے شاگردوں کو لکھوایا اور پڑھایا تھا۔ پس داڑھی کا چھوڑ دینا فرض ہوا اور اس کے مونڈنے اور کاٹنے والا فرض کا تارک ہے اور فرض کا تارک فاسق شمار ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرنے والے کے لیے بڑی زجر وارد ہے۔

ارشاد ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهٖٓ أَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ۝﴾ [۲۴/النور:۶۳]

"سو جو لوگ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اس سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت آن پڑے یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے۔"

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ داڑھیوں کا کٹوانا مشرکوں کا کام ہے نہ کہ مسلمانوں کا اور جو ان سے مشابہت کرتا ہے وہ ان ہی میں سے شمار ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلے حدیث گزری ہے۔ پس داڑھی مونڈنے والا انسان صورت اور شکل کے لحاظ سے مشرک ہے۔

فائدہ

لفظ "اَوْفِرُوْا" وفر سے ہے جس کے معنی ہیں کثرت اور بہتات...... تو "اوفروا" کا معنی ہوگا داڑھی کو بڑھاؤ اور چھوڑ دو تا کہ بال بہت زیادہ ہو جائیں جیسے فَرَّهٗ تَوْفِيْرًا...... کثرہ اس کو زیادہ کیا اور بڑھایا (ترتیب القاموس ص ۶۳۶ ج ۴)

دوسری روایت میں لفظ ''اعفوا'' ہے جو اعفاء سے ہے جس کا معنی بالوں کو چھوڑ دینا اور کچھ کم نہ کرنا۔ چنانچہ لغۃ الحدیث کی مشہور کتاب ''النھایۃ فی غریب الحدیث لابن الاثیر'' (ص ۲۶۶ ج ۳، باب العین مع الفاء) میں ہے۔ ھو ان یوفر شعرھا ولا یقص کالشوارب من اعفاء الشعرء اذا کثر و زاد یعنی اعفاء اللحی کے معنی ہیں کہ داڑھی کے بالوں کو بڑھایا جائے اور مونچھوں کی طرح کاٹا نہ جائے۔ اس کا اصل اعفاء الشی سے ہے۔ یعنی وہ چیز بہت اور زیادہ ہوئی۔ ''غریب الحدیث لابی عبید'' (ص ۱۴۸ ج ۱) میں ہے: اعفاء اللحیۃ ان توفر حتی تکبر یقال عفا الشعر اذا کبر و زاد یعنی اعفاء اللحیہ کا معنی ہے کہ داڑھی کو بڑھایا جائے تاکہ بڑی ہو جائے۔ ''فیض القدیر شرح الجامع الصغیر لعبد الرؤف المناوی'' (ص ۳۱۶ ج ۴) میں ہے۔ وَاعفاء اللحیۃ ای اکثارھا بلا نقص والمراد عدم التعرض لھا بشیء منھا ''یعنی اس کا مطلب ہے کہ داڑھی کا زیادہ کرنا، بغیر کسی گھٹانے کے۔ جس سے مراد ہے کہ اس میں سے کسی بال کو ہاتھ نہ لگایا جائے اور علامہ شہاب الدین ابن ارسلان ابوداؤد کی شرح میں فرماتے ہیں وَاعفاء اللحیۃ بالمدوھو توفیرھا وترکھا بحالھا ولا یقص منھا ولا یاخذ شیئا کعادۃ الکفار والقلندریۃ (اعفاء اللحی منصفہ شیخ محمد حیات سندھی) اس سے مراد ہے کہ داڑھی کو بڑھانا اور اس کو اپنے حال پر چھوڑنا۔ یعنی اس میں سے کوئی چیز نہ کاٹے جیسا کہ کفار اور قلندریہ یعنی بے دین فرقہ کی حالت ہے۔ یہی معنی لغت کی عام کتابوں میں ہے جیسا کہ ''الفائق للزمخشری'' (ص ۱۳۲) والصحاح للجوہری (ص ۲۴۳۳ ج ۶)، لسان العرب (ص ۷۵ ج ۱۵)، تاج العروس

(ص ۲۴۸ ج ۱۰) وغیرھا من کتب الفن۔ اسی طرح شروح احادیث میں بھی ہے۔ مثلاً فتح الباری (ص ۳۵ ج ۱۰)، عمدۃ القاری للعینی (ص ۴۷۰ ج ۲۲)، الکرمانی (ص ۱۱۱ ج ۲۱) ارشاد الساری للقسطلانی (ص ۴۵۰ ج ۸) وغیرھا من الشروح۔ پس داڑھی کا مونڈنا یا کاٹنا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صریحاً خلاف ہے۔

الحدیث الثالث

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَالِفُوْا الْمُشْرِكِيْنَ اَحْفُوْا الشَّوَارِبَ وَاَوْفِرُوْا اللِّحٰى)) [1]

"ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو بڑھا کر پورا کرو۔"

الحدیث الرابع

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جُزُّوْا الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوْا اللِّحٰى)) [2]

"ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو ڈھیل دے دو۔"

تشریح

ڈھیل دینے کا معنی جب صحیح ہوسکتا ہے کہ اس کو بالکل چھوڑ دیا جائے اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے۔ اصل میں "ارخاء" بمعنی لٹکانا اور طول دینا۔

ارخیت الستر وغیرہ اذا ارسلتہ (تھذیب الصحاح للزنجانی ص

---

[1] رواہ مسلم: ص ۱۲۹ ج ۱ مع النووی۔ [2] رواہ مسلم۔

۹۷۶ ج ۳) یعنی پردہ کو لٹکایا اور ترتیب القاموس (ص ۳۳۲ ج ۲) میں ہے: ارخی الفرس ولہ طول من حبلہ و الستر اسدلہ ''یعنی گھوڑے کی رسی کو لمبا کیا اور پردہ کو لٹکایا اور امام نووی ؒ شرح مسلم (ص ۱۲۹ ج ۱) میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں و معناہ اترکوھا ولاتتعرضوا لھا بتغییر ''یعنی اس کے معنی ہیں کہ داڑھیوں کو چھوڑ دو، ان میں کسی قسم کی تبدیلی نہ لاؤ۔

قارئین! یہاں چار طرح کے لفظوں سے امر وارد ہے: ① اوفروا اور بخاری کی ایک روایت میں ہے وفروا ② اعفوا ③ ارخوا ④ ارخوا اور پانچواں لفظ بعض روایات میں ارجوا بھی آیا ہے اور امام نوویؒ (حوالہ مذکورہ) قاضی عیاض سے یہ لفظ نقل کر کے پھر فرماتے ہیں: و معناہ اخروھا واترکوھا یعنی ان کو چھوڑ ہی دو۔ پھر امام نوویؒ فرماتے ہیں:

فحصل خمس روایات اعفوا و اوفوا و ارخوا وارجوا ووفروا ومعنھا کلھا ترکھا علی حال ھذا ھو الظاھر من الحدیث الذی یقتضیہ الفاظہ وھو الذی قالہ جماعۃ من اصحابنا و غیرھم من العلماء ''یعنی جملہ پانچ روایات ہیں۔ ایک میں لفظ اعفوا دوسری میں اوفوا تیسری میں ارخوا چوتھی میں ارجوا اور پانچویں میں وفروا اور سب کا معنی یہی ہے کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑا جائے اور حدیث کے الفاظ کے معنی سے بھی یہی ظاہر ہے اور اسی طرح ہمارے ساتھیوں میں سے ایک جماعت اور دیگر علما کا بھی یہی کہنا ہے۔''

تشریح

ان احادیث میں داڑھی کو بڑھانے اور چھوڑ دینے کے بارے میں رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امر وارد ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی حدیثیں اس معنی میں ہیں۔ اتنی حدیثوں کو دیکھ کر کوئی بھی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس صریح حکم کی مخالفت کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔

الحدیث الخامس

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: أَنَّهُ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَإِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ)) 1

''ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کو مونچھیں کاٹنے اور داڑھی چھوڑنے کا حکم ہوا ہے۔''

تشریح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امر کرنے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ پس ثابت ہوا کہ داڑھیوں کے بڑھانے کا حکم خود اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین کی طرف سے ہے۔ کوئی مسلمان اس کے حکم کی عدولی اور نافرمانی نہیں کرسکتا۔

الحدیث السادس

((عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحَى)) 2

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن

---

1 رواہ مسلم۔ واخرج البیہقی فی الایمان۔ 2 رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ الجامع الصغیر: ۱/۱۲۔

العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں چھوڑ دو۔''

الحدیث السابع

((عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰی وَلَا تَشَبَّھُوْا بِالْیَھُوْدِ)) [1]

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں چھوڑ دو اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کیا کرو۔''

تشریح

اس روایت میں کچھ کلام ہے لیکن بے شمار صحیح احادیث کے ساتھ تائید لے کر حسن بن جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی مونڈھنا یہودیوں سے مشابہت کرنی ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو ان کی مشابہت سے بچنا چاہیے۔ بلکہ مسلمانوں کی جو امتیازی شان ہے یعنی داڑھی کو بڑھانا اور مونچھوں کو کاٹنا اس کو قائم رکھنا چاہیے۔

الحدیث الثامن

((عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ أَھْلَ الشِّرْکِ یُعْفُوْنَ شَوَارِبَھُمْ وَیُحْفُوْنَ لِحَاھُمْ فَخَالِفُوْھُمْ فَاَعْفُوا اللِّحٰی وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ)) [2]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرک

---

[1] رواہ الطحاوی فی شرح معانی الاثار: ص ۳۳۳ ج ۲۔ [2] رواہ البزار۔

لوگ مونچھوں کو چھوڑتے اور داڑھیوں کو کاٹتے رہتے ہیں پس تم ان کی مخالفت کرو اور داڑھیوں کو چھوڑ دو اور مونچھوں کو کاٹتے رہو۔"

تشریح

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ داڑھی کو کاٹنا مشرکوں کی عادت ہے اور مسلمانوں کی عادت اس کو بڑھانا اور چھوڑ دینا ہے۔

الحدیث التاسع

((عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشْرٌ مِنْ فِطْرَةٍ قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَآءِ قَالَ زَكَرِيَّا قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ)) [1]

"ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس خصلتیں فطرت اسلامیہ میں سے ہیں: (۱) مونچھیں کاٹنا (۲) داڑھی کو چھوڑنا (۳) مسواک کرنا (۴) وضو کرتے وقت ناک میں پانی ڈالنا (۵) ناخن کاٹنا (۶) انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا (۷) بغل کے بال نوچنا (۸) زیر ناف بال مونڈھنا (۹) استنجا کرنا راوی مصعب بن شیبہ کہتا ہے کہ دسویں چیز مجھے بھول گئی ہے، شاید کلی کرنا ہے۔

---

[1] رواہ مسلم: ۱/۱۲۹۔

تشریح

امام نوویؒ اس حدیث کے تحت (صفحہ مذکورہ) میں فرماتے ہیں:

((وَأَمَّا قَوْلُهُ وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ فَهٰذَا شَكٌّ مِّنْهُ فِيهَا قَالَ الْقَاضِيُ عِيَاضُ وَلَعَلَّهَا الْخِتَانُ الْمَذْكُورُ مَعَ الْخَمْسِ وَهُوَ أَوْلٰى))

یعنی راوی مصعب کا یہ قول کہ شاید کلی ہو۔ یہ اس کے شک اور گمان کی بنا پر ہے اور قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ شاید اس سے مراد ختنہ ہو۔ چنانچہ صحیح مسلم میں اس سے کچھ پہلے اسی صفحہ پر دوسری حدیث ہے جس میں پانچ چیزیں فطرت کی بتائی گئی ہیں۔ یعنی ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال مونڈنا، مونچھ کاٹنا، ناخن کاٹنا اور بغل کے بال نوچنا اور یہی مراد لینا بہتر ہے۔ یعنی ایک حدیث دوسری کی تفسیر کرتی ہے۔

قارئین! لفظ فطرت کے معنی اہل علم نے یوں بیان کیے ہیں، چنانچہ لغت کی مشہور کتاب ''القاموس'' (ص ۱۱۱ ج ۲) میں اس کے ایک معنی ''الدین'' بھی لکھا ہے اور ''النھایہ لابن اثیر'' (ص ۴۵۷ ج ۳) میں ہے کہ عشر من الفطرة ای من السنة یعنی من سنن الانبیاء علیھم السلام التی امرنا ان نقتدی بھم منھا اور ''مجمع بحار الانوار'' (ص ۸۵ ج ۳) میں ہے ای من السنة القدیمة التی اختارتھا الانبیاء علیھم السلام و اتفق علیه الشرائع اور ''فتح الباری'' (ص ۳۳۹ ج ۱۰ باب قص الشارب من کتاب اللباس) کی شرح میں ہے:

((قَالَ الْخَطَّابِيُّ ذَهَبَ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ إِلَى اَنَّ الْمُرَادَ بِالْفِطْرَةِ هُنَا السُّنَّةُ وَكَذَا قَالَ غَيْرُهُ قَالُوْا وَالْمَعْنٰى أَنَّهَا مِنْ سُنَنِ الْأَنْبِيَاءِ

عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَقَالَتْ طَائِفَةٌ الدِّيْنُ وَبِهِ جَزَمَ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِيْ الْمُسْتَخْرَجِ وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِيْ شَرْحِ الْمُهَذَّبِ جَزَمَ الْمَاوَرْدِيُّ وَالشَّيْخُ أَبُوْ إِسْحَاقَ بِأَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْفِطْرَةِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الدِّيْنُ وَقَالَ أَبُوْ شَامَةَ وَالْمُرَادُ مِنَ الْفِطْرَةِ فِيْ حَدِيْثِ الْبَابِ أَنَّ هٰذِهِ الْأَشْيَاءَ إِذَا فُعِلَتْ اِتَّصَفَ فَاعِلُهَا بِالْفِطْرَةِ الَّتِيْ فَطَرَ اللّٰهُ الْعِبَادَ عَلَيْهَا وَحَثَّهُمْ عَلَيْهَا وَاسْتَحَبَّهَا لَهُمْ لِيَكُوْنُوْا عَلَى أَكْمَلِ الصِّفَاتِ وَأَشْرَفِهَا صُوْرَةً وَقَالَ الْبَيْضَاوِيُّ هِيَ السُّنَّةُ الْقَدِيْمَةُ الَّتِيْ اِخْتَارَتْهَا الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَاتَّفَقَتْ عَلَيْهِ الشَّرَائِعُ فَكَأَنَّهَا أَمْرٌ جِبِلِّيٌّ فُطِرُوْا عَلَيْهَا)) [1]

علامہ جلال الدین سیوطی تنویر الحوالک شرح موطا الامام مالک (ص ۲۱۹ ج ۲) میں فرماتے ہیں ((وَأَحْسَنُ مَا قِيْلَ فِيْ تَفْسِيْرِ الْفِطْرَةِ أَنَّهَا السُّنَّةُ الْقَدِيْمَةُ الَّتِيْ اِخْتَارَهَا الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَاتَّفَقَتْ عَلَيْهَا الشَّرَائِعُ فَكَأَنَّهَا أَمْرٌ جِبِلِّيٌّ فُطِرُوْا عَلَيْهِ))

ان عبارات کا خلاصہ و مطلب یہ ہے کہ لفظ فطرت کے دو معنی علما سے مشہور ہیں۔ ایک یہ کہ ان سے مراد دین ہے، دوسرا یہ کہ وہ طریقہ جو سب انبیا کا ہے جن کی اتباع کا ہمیں حکم ہوا ہے اور انہوں نے اس طریقہ کو اختیار کیا ہے اور جملہ شریعتیں اس امر پر متفق رہی ہیں اور جب انسان اس طریقہ کو عمل میں لائے گا جس سے انسان پہچانا جائے کہ وہ الٰہی فطرت پر ہے، گویا کہ یہ انسان کی کامل صفتیں ہیں جو اس کی

[1] فتح الباری: ۲/ ۳۳۹۔

خوبصورتی کو ظاہر کرتی ہیں۔ ان عبارات سے داڑھی کی شان اور عظمت معلوم ہوئی کیونکہ جب وہ دین ہے تو بغیر داڑھی کے انسان بے دین سمجھا جائے گا اور جب تمام انبیا علیہم السلام کی سنت ہے اور انہوں نے اس طریقہ کو اختیار کیا ہے اور سب شریعتیں اس پر متفق ہیں تو پھر بغیر داڑھی رہنا اور اس کو نہ چھوڑنا سب انبیا علیہم السلام کی نافرمانی اور جمیع شریعتوں کے ساتھ بغاوت ہے اور داڑھی سے انسان پہچانا جاتا ہے کہ وہ اصلی فطرت اسلامی پر قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ہدایت کر دے! (آمین)

الحدیث العاشر

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَجُوْسُ فَقَالَ إِنَّهُمْ يُوَفُّوْنَ سِبَالَهُمْ وَيَحْلِقُوْنَ لِحَاهُمْ فَخَالِفُوْهُمْ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَجُزُّ سِبَالَهُ كَمَا تُجَزُّ لِشَاةِ اَوْلِبَعِيْرِ)) [1]

"ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مجوس کا ذکر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ مونچھوں کو بڑھاتے اور داڑھیوں کو مونڈتے ہیں۔ پس تم ان لوگوں کی مخالفت کیا کرو۔ پس ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی مونچھوں کو کاٹتے تھے جیسا کہ بکری یا اونٹ (کے بال) مونڈے جاتے ہیں۔"

تشریح

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ داڑھی کاٹنا بے دین لوگوں کا فعل ہے نہ کہ دین داروں کا۔ علامہ شیخ عبدالحق دہلوی "اللمعات شرح المشکوۃ" (ص ۶۷ ج ۲

[1] رواہ ابن حبان فی صحیحہ: ص ۴۰۸ ج ۸ بترتیب علاء الدین الفارسی۔

باب السواک) میں علامہ التوربشتی سے نقل کرتے ہیں قص اللحیة کان من صنع الاعاجم وهو اليوم شعار كثير من المشركين كالا فرنج والهنود و من لاخلاق له فى الدين من الفرقة الموسومة بالقلندرية طهر الله منهم حوذة الدين" یعنی داڑھی کا کاٹنا شروع سے بے دین لوگوں کی عادت رہی ہے اور آج کل کئی مشرکوں کی یہ عادت اور پہچان ہے۔ مثلاً فرنگی، ہندو اور قلندری فرقہ جن کا دین کے اندر کوئی حصہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ دینی ماحول کو ان سے پاک رکھے۔ (آمین)

الحدیث الحادی عشر

تاریخ ابن جریر (ص ۹۰، ۹۱ ج ۳) میں قصہ مذکور ہے کہ یمن کے شہزادے نے شاہ ایران کسریٰ کے حکم سے دو فوجیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا:

((وَدَخَلَا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ حَلَّقَا لِحَاهُمَا وَاَعْفَيَا شَوَارِبَهُمَا فَكَرِهَ النَّظْرَ إِلَيْهِمَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ وَيْلَكُمَا مَنْ أَمَرَكُمَا بِهٰذَا قَالَا أَمَرَنَا بِهٰذَا رَبُّنَا يَعْنِيَانِ كِسْرٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لٰكِنَّ رَبِّي قَدْ أَمَرَنِيْ بِاِعْفَاءِ لِحْيَتِيْ وَقَصِّ شَارِبِيْ)) [1]

"وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، ان کی داڑھیاں مونڈی ہوئی تھیں اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں، آپ نے ان دونوں کی طرف دیکھنا ہی پسند نہ کیا۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر خطاب کیا کہ تم دونوں کے لیے ویل (عذاب) ہے۔ کس نے تم کو اس طریقہ کا حکم دیا ہے؟ دونوں نے کہا کہ ہمارے رب کسریٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن

[1] تاریخ ابن جریر: ۳/۹۱، ۹۰۔

میرے رب نے تو مجھے اپنی داڑھی چھوڑنے اور اپنی مونچھ کاٹنے کا حکم دیا ہے۔"

تشریح

یہ روایت حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ موسوم بہ "البدایہ والنہایہ" (ص ۲۷۰ ج ۴) میں بھی ذکر کی ہے اور اس حدیث سے چند امور واضح ہوئے:

(الف) ثابت ہوا کہ داڑھی مونڈنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ناپسندیدہ فعل ہے اور داڑھی مونڈے شخص کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نظر اٹھا کر دیکھنے کو بھی برا جانتے تھے۔

(ب) جو داڑھی مونڈتے اور قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی امید رکھتے ہیں وہ اپنی بدنصیبی پر روئیں کہ شفاعت تو کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف دیکھیں گے بھی نہیں۔

(ج) اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ عادت یا طریقہ مجوسیوں اور غیر مسلموں کا ہے۔

(د) اس سے اس بات کی بھی تصدیق ہوگئی کہ داڑھی کاٹنا مشرکین کا شعار ہے اور اس کا عملی ثبوت ملا۔ اس لیے وہ دو شخص جن کی داڑھیاں مونڈھی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں انہوں نے بادشاہ کسریٰ کو اپنا رب کہہ دیا اور اس کے حکم کی اتباع کو اپنے اوپر ایسا لازم سمجھا جیسا کہ مسلمانوں کو حقیقی رب العالمین کی اتباع کو لازم سمجھنا چاہیے۔

(ہ) ظاہر ہوا کہ داڑھیوں کو بڑھانا اور مونچھوں کو کاٹنا رب العالمین کا حکم ہے اور اللہ کے حکم کی ظاہر ظہور مخالفت کرنے والوں کی کیا عاقبت ہوگی؟ وہ خود ہی سوچ لیں۔

(و) وہ دونوں شخص جو آپ کی طرف بھیجے گئے وہ کسی اچھے مقصد کے ساتھ نہیں آئے تھے بلکہ بادشاہ کے حکم سے آپ کے خلاف وارنٹ لے کر آئے تھے اور آپ کو اپنے

ساتھ لے جانے والے تھے۔ جیسا کہ پوری روایت مذکور ہے لیکن اس کے باوجود آپ نے حق گوئی میں پس وپیش نہیں کیا اور اس سے داڑھی بڑھانے کی اہمیت کو مسلمان سمجھ سکتے ہیں۔

(ز) آج کل کئی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں لیکن آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی داڑھیاں مونڈتے اور کاٹتے ہیں اور اس محبت کے دعویٰ میں جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے:

تَعصِیْ الرَّسُوْلَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ هٰذَا لَعَمْرِیْ فِی الْقِیَاسِ بَدِیْعُ
لَوْ کَانَ حُبُّکَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهُ إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعُ

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور دوسری طرف ان کی نافرمانی بھی کرتے ہو، زندگی گواہ ہے کہ یہ انتہائی عجیب بات ہے جو عقل میں نہیں آتی۔ اگر تو اس محبت کے دعویٰ میں سچا ہوتا تو آپ کی اطاعت کرتا کیونکہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کا تابعدار رہتا ہے۔"

(ح) داڑھی کی اہمیت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطاب غیر مسلموں کے ساتھ تھا جس سے صاف ظاہر ہوا کہ داڑھی کا کاٹنا اسلام اور دین تو کیا بلکہ انسانیت کے بھی خلاف ہے۔ اس لیے اس کو فطرت میں شمار کیا گیا ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۹ میں گزرا۔

فائدہ

اس قسم کا واقعہ مرسل سند سے مصنف ابن ابی شیبہ (ص ۳۷۹ ج ۸) میں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ تابعی سے مروی ہے کہ:

((قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَجُوسِ إِلٰی رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ حَلَقَ لِحْيَتَهُ وَأَطَالَ شَارِبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا دِينُنَا قَالَ لٰكِنْ فِي دِينِنَا أَنْ نَّجُزَّ الشَّوَارِبَ وَأَنْ نُّعْفِيَ اللِّحٰى)) 1

''اس نے کہا کہ مجوسیوں میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جس نے اپنی داڑھی مونڈی اور اپنی مونچھ بڑھائی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ کہا کہ یہی ہمارا دین ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لیکن ہمارے دین میں تو یہ ہے کہ ہم مونچھیں کاٹتے اور داڑھیاں بڑھاتے ہیں۔''

تشریح

تابعی تک اس سند کے سب راوی ثقہ ہیں اور معتبر ہیں اور یہ روایت مرسل ہے لیکن متابعت اور شہادت کے لیے کافی ہے۔ اس کے لیے ایک اور مرسل شاہد ہے جسے امام حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے ''المطالب العالیه بزوائد المسانید الثمانیه'' (ص ۳۷۴ ج ۲ باب احفاء الشوارب و توفیر اللحیه من کتاب اللباس) میں ذکر کیا ہے۔ اس روایت سے بھی ثابت ہوا کہ داڑھی رکھنا دینداروں کا کام ہے اور اس کا مونڈنا یا کاٹنا بے دین لوگوں کا شعار ہے اور بعض لوگوں کا یہ کہنا بھی غلط ہوا کہ داڑھی رکھنا کوئی دینی مسئلہ نہیں، صرف عادت ہے۔ جس کی تابعداری لازمی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا متعدد حدیثوں میں حکم دینا خود بڑا ثبوت ہے کہ یہ دینی کام ہے۔

''مودودی صاحب ''رسائل ومسائل'' (ص ۱۴۶ ج ۱) میں ایک انگریز نو

---

1 ابن ابی شیبہ: ۳۸۹/۸۔

مسلم کا واقعہ لکھتے ہیں جس نے اسلام کا اچھا مطالعہ کرنے کے بعد اس کو قبول کیا تھا، قبول اسلام کے بعد اس نے داڑھی مونڈنی چھوڑ دی۔ بعض لوگ جو اس طرح علم دین سے کافی ناواقف تھے جیسے آپ کے یہ عزیز ہیں کہنے لگے کہ داڑھی رکھنا اسلام میں کچھ ضروری کام تو نہیں ہے، پھر کیوں خواہ مخواہ آپ نے داڑھی مونڈنی چھوڑ دی۔ اس نے جواب دیا کہ میں ضروری اور غیر ضروری کی تقسیم نہیں جانتا، میں بس یہ جانتا ہوں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے۔ جب میں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کر لی تو حکم بجالانا میرا فرض ہے۔ کسی ماتحت کا یہ کام نہیں کہ افسر بالا کے احکام میں کسی کو ضروری اور کسی کو غیر ضروری قرار دے۔''

مقام غور ہے کہ غیر مسلم اسلام کو قبول کرنے سے ہی اسلام کے حکم کی اہمیت کو جان لیتا ہے اور بغیر کسی پس و پیش اور چوں چراں کے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ مگر افسوس ان لوگوں پر ہے جو کئی پشتوں سے مسلمان کہلاتے ہیں۔ ان کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی کوئی اہمیت نہیں اور طرح طرح کے بہانے تلاش کرتے ہیں۔ ان کو اس واقع سے غیرت حاصل کرنی چاہیے۔

الحديث الثاني عشر

((عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يَقُصُّوْنَ عَثَانِيْنَهُمْ وَيُوَفِّرُوْنَ سِبَالَهُمْ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ قُصُّوْا سِبَالَكُمْ وَوَفِّرُوْا عَثَانِيْنَكُمْ وَخَالِفُوْا أَهْلَ كِتَابٍ)) [1]

''ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا

[1] رواہ احمد: ص ۲۶۴ ج ۵۔

کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اہل کتاب داڑھیوں کو کاٹتے اور مونچھوں کو چھوڑتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں چھوڑ دو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔"

تشریح

اس روایت میں بھی امر ہے اور یہ بھی بیان ہے کہ داڑھیوں کا کاٹنا اور مونچھیں بڑھانا اہل کتاب کا طریقہ اور ان کے ساتھ مشابہت ہے۔

الحدیث الثالث عشر

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَكَّةَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ شُرْبَ الْخَمْرِ وَثَمَنَهَا قَالَ وَقُصُّوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰى وَلَا تَمْشُوْا فِي الْأَسْوَاقِ إِلَّا وَعَلَيْكُمُ الْإِزَارُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ سُنَّةَ غَيْرِنَا)) [1]

"ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب پینے اور اس کی قیمت کو حرام کیا ہے اور فرمایا کہ مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو چھوڑ دو اور بغیر تہہ بند کے بازاروں میں نہ چلا کرو اور جو ہمارے غیر کے طریقہ پر عمل کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں"

قارئین! ان کے علاوہ اور بھی بہت احادیث ہیں مگر ایماندار اور سمجھ دار کے لیے اس قدر کافی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی احادیث سن کر کبھی بھی آپ کے حکم

---

[1] رواہ طبرانی فی الاوسط۔ مجمع الزوائد: ص ۱۶۸ ج ۵۔

اور سنت کی مخالفت نہیں کریں گے۔اس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی عمل رہا ہے۔خلفاء اربعہ کا بھی ذکر ہوا۔

((عَنْ شُرَحْبِيلَ ابْنِ مُسْلِمٍ قَالَ رَأَيْتُ خَمْسَةً مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُحْفُوْنَ شَوَارِبَهُمْ وَيُعْفُوْنَ لِحَاهُمْ وَيُصَفِّرُوْنَهَا أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ وَالْحَجَّاجَ بْنَ عَامِرٍ الثُّمَالِيَّ وَالْمِقْدَامَ بْنَ مَعْدِيْ كَرِبَ وَعَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ بُسْرٍ وَعُتْبَةَ بْنَ عَبْدِ السُّلَمِيَّ))

”شرحبیل بن مسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی، میں نے ان کو دیکھا کہ وہ موچھیں کاٹتے اور داڑھیاں بڑھاتے تھے اور ان کو رنگ کرتے تھے۔(۱) ابوامامہ باہلی (۲) حجاج بن عامر ثمالی (۳) مقدام بن معدیکرب (۴) عبداللہ بن بسر (۵) عتبہ بن عبد سلمی“

علامہ نورالدین ہیثمی، مجمع الزوائد (ص ۱۶۷ ج ۵) میں فرماتے ہیں کہ اسنادہ جید یعنی اس روایت کی اسناد جید (بہتر) ہے۔

((عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ رَافِعٍ أَنَّهُ رَأَى أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ وَأَبَا أُسَيْدٍ الْبَدَرِيَّ وَرَافِعَ ابْنَ خَدِيْجٍ وَأَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَأْخُذُوْنَ مِنَ الشَّوَارِبِ كَأَخْذِ الْحَلْقِ وَيُعْفُوْنَ اللِّحَى)) [1]

”عثمان بن عبداللہ بن ابی رافع سے روایت ہے کہ انہوں نے ان سات

[1] رواہ طبرانی مجمع الزوائد: ص ۱۶۶ ج ۵۔

صحابہ کو دیکھا (۱) ابو سعید خدری (۲) جابر بن عبداللہ (۳) عبداللہ بن عمر (۴) سلمہ بن اکوع (۵) ابو اسید بدری (۶) رافع بن خدیج (۷) انس بن مالک رضی اللہ عنہم یہ مونچھیں کاٹتے تھے۔ گویا کہ مونڈنے کے مشابہ ہیں اور داڑھیوں کو بڑھاتے اور چھوڑتے تھے۔"

نیز عثمان بن مظعون، ابوذر غفاری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی بھی داڑھیاں تھیں۔ [1]

الحاصل صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی عمل تھا۔ پس جو لوگ داڑھیاں مونڈتے یا کاٹتے ہیں وہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر ہیں نہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے راستہ پر۔

فصل

بعض لوگ ایک روایت سے داڑھی کاٹنے کے جواز کے لیے استدلال کرتے ہیں۔ جس کو نقل کرکے اس کی حقیقت ظاہر کی جاتی ہے۔

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ عَرْضِهَا وَطُوْلِهَا)) [2]

"عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی مبارک کے عرض وطول سے کچھ لیتے یعنی کاٹتے تھے۔"

لیکن یہ روایت قطعاً صحیح نہیں بلکہ مردود اور باطل ہے۔ خود امام ترمذیؒ اس روایت کے تحت امام بخاریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ "یہ روایت بے اصل ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔" اور حافظ ابن حجرؒ فتح الباری (ص ۳۵۰ ج ۱۰) میں امام موصوف

---

[1] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ص ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۳۳ ج ۱۔

[2] رواہ الترمذی فی سننہ: باب ما جاء فی الاخذ من اللحیۃ من ابواب الاستیذان۔

سے نقل کرتے ہیں کہ یہ روایت منکر ہے، اس روایت کی سند میں ایک راوی عمرو بن ہارون بلخی ہے۔ جس کو ''تقریب'' میں متروک کہا گیا ہے۔ امام یحییٰ بن معین اس کو کذاب خبیث کہتے ہیں اور ابن مہدی، احمد بن حنبل، نسائی، ابوعلی نیشاپوریؒ اس کو متروک کہتے ہیں اور ابوداؤد وغیرہ ثقہ اور علی بن مدینی اور دارقطنی ضعیفٌ جدًا کہتے ہیں۔ (میزان الاعتدال ص ۲۲۸ ج ۳) اور صالح بن محمد بھی اس کو متروک کہتے ہیں۔ ابونعیم کہتے ہیں کہ حَدَّث بالمناکیر لا شئ ''یعنی یہ شخص کوئی چیز نہیں ہے۔ منکر احادیث لاتا ہے۔'' ابن حبان کہتے ہیں یروی عن الثقات المعضلات و یدعی شیوخا لم یرھم ''یعنی معتبر راویوں سے معضل روایات لاتا ہے اور ایسے استادوں سے روایت کا دعویٰ کرتا ہے جن کو اس نے دیکھا بھی نہیں۔'' ابن سعد کہتے ہیں ترکوا حدیثه ''یعنی محدثین نے اس کی روایت کو چھوڑ دیا'' نیز جریر ایک روایت میں اس کو جھوٹا کہتے ہیں۔ امام احمد کہتے ہیں کہ میں اس سے روایت نہیں کروں گا۔ ابن مہدی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ [1] پس جس شخص پر اتنے جروح ہوں تو اس کی روایت قطعاً قابل قبول نہیں ہے۔ اس کی اس روایت کو حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال (ص ۲۲۹ ج ۳) میں راوی عمر بن ہارون کی منکر روایات میں شمار کیا ہے۔ منکر روایت اس کو کہتے ہیں جس کا راوی باوجود ضعیف اور مجروح ہونے کے ثقات اور معتبر راویوں کے خلاف روایت لائے جیسا کہ فن مصطلح کی کتابوں ''شرح النخبہ'' وغیرہ میں مذکور ہے۔ اس روایت کا راوی عمرو بن ہارون بلخی باوجود خود ضعیف اور مجروح ہونے کے بے شمار صحیح روایات جن کو ثقات اور معتبر راوی نقل

---

[1] تہذیب: ص ۵۰۲۔۵۰۵ ج ۷۔

کرتے ہیں ان کے خلاف نقل کرتا ہے۔ جن میں صریح بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود داڑھی مبارک بڑھائی اور چھوڑی ہوئی تھی اور بڑھانے کا حکم دیا اور کاٹنے سے منع فرمایا۔ اس لیے اس روایت کی کوئی حیثیت نہیں۔ امام ابن جوزی ''العلل المتناهية'' (ص۱۹۷ج۲) میں فرماتے ہیں هذا الحديث لا يثبت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم یعنی یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔

اس کے علاوہ بعض صحابہ سے حج کے موقع پر داڑھی سے کچھ بال کاٹنے کا ذکر کیا جاتا ہے لیکن اولاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم عام ہے اور مطلقاً چھوڑ دینے کا حکم ہے اس کے خلاف کسی کا قول یا عمل قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ اس لیے امام نوویؒ شرح مسلم (ص۱۲۹ج۱) میں فرماتے ہیں: وَالْمُختار ترك اللحية على حالها و ان لا يتعرض لها بتقصير شئ اصلا ''یعنی سب اقوال میں پسندیدہ اور صحیح قول یہی ہے کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑا جائے اور کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے اور اس میں سے بالکل کچھ نہ کاٹا جائے۔ تحفۃ الاحوذی (ص۱۱ج۴) میں ہے:

((وَأَمَّا قَوْلُ مَنْ قَالَ إِنَّهُ إِذَا زَادَ عَلٰى الْقُبْضَةِ يُؤْخَذُ الزَّائِدُ وَاسْتَدَلَّ بِآثَارِ ابْنِ عُمَرَ وَعُمَرَ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَهُوَ ضَعِيْفٌ لِأَنَّ أَحَادِيْثَ الْإِعْفَاءِ الْمَرْفُوْعَةَ الصَّحِيْحَةَ تَنْفِيْ هٰذِهِ الْآثَارَ فَهٰذِهِ الْآثَارُ لَا يَصْلُحُ لِلْاِسْتِدْلَالِ بِهَا مَعَ وُجُوْدِ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ الْمَرْفُوْعَةِ الصَّحِيْحَةِ فَأَسْلَمُ الْأَقْوَالِ هُوَ قَوْلُ مَنْ قَالَ بِظَاهِرِ أَحَادِيْثِ الْإِعْفَا وَكَرِهَ أَنْ يُّؤْخَذَ شَيْءٌ مِّنْ طُوْلِ اللِّحْيَةِ وَعَرْضِهَا وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ))

''یعنی بعض لوگ ابن عمر، عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کے آثار سے استدلال کرتے ہیں کہ قبضہ سے اوپر کاٹ دینی چاہیے۔ یہ استدلال ضعیف اور کمزور ہے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل شدہ مرفوع احادیث اس کی نفی کرتی ہیں، ان میں مطلق چھوڑنے کا حکم ہے۔ پس ان احادیث کے مقابلہ میں ان آثار اور اقوال سے دلیل اخذ کرنا صحیح نہیں۔ جبکہ ایسی صریح احادیث موجود ہیں۔ پس سلامتی والا طریقہ انہی لوگوں کا ہے جو کہتے ہیں کہ ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے داڑھی کو بالکل چھوڑ دینا چاہیے اور اس کے طول یا عرض سے کچھ بال لینا برا فعل ہے۔''

قارئین! بعض لوگ اللہ کی دی ہوئی نعمت یعنی داڑھی کا حلیہ اس طرح بگاڑتے ہیں کہ اس کے نیچے یا اوپر کچھ مونڈتے ہیں اور اس کو خط بنانے کا نام دیتے ہیں۔ حالانکہ مذکورہ احادیث میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اور امر وارد ہوا اس کے خلاف بالکل کھلی نافرمانی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل چھوڑ دینے کا حکم دیا ہے اور کاٹنا خواہ نوچنا الفاظ احادیث کے صریح خلاف ہے۔ جس میں اعفاء، ارخاء، ارجاء اور توفیرا کا حکم ہے۔ ان سب کا معنی یہی ہے کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دینا اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعرض نہ کرنا اور اللحیۃ (داڑھی) کا لغوی معنی یہ ہے کہ ''شعر الخدین و الذقن'' یعنی دونوں گالوں اور ٹھوڑی کے بال جیسا کہ مشہور کتاب ''تاج العروس شرح القاموس'' (ص ۳۲۳ ج ۱۰) لسان العرب لابن منظور الافریقی (ص ۲۵۳ ج ۱۵) مجمع بحار الانور للفتنی (ص ۲۵۰ ج ۳) وغیرہ کتب میں مذکور ہے اور اسی طرح کتب شروح الحدیث فتح الباری وغیرہ میں مذکور ہے۔ پس یہ سب بال داڑھی

میں شامل ہیں۔ جن میں سے کہیں سے بھی کچھ لینا یا نوچنا حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہونے کی رو سے حرام ہے۔

فصل

اوّلاً جب ثابت ہوا کہ داڑھی کا بڑھانا فطری فعل ہے۔ یعنی اس میں انسانیت کا کمال ہے۔ پس بعض لوگوں کا یہ قول کہ لمبی داڑھی چھوڑنا بے عقلی کی علامت ہے۔ انتہائی جسارت اور بے ادبی ہے۔ ثانیاً جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیز مردوں کے لیے خاص بنائی ہے اور مردوں اور عورتوں کے درمیان اس سے فرق ہوتا ہے اور عورتوں کو کم عقل شمار کیا گیا ہے۔ جیسا کہ صحیح ابن خزیمہ (ص ۳۶۸ ج ۳) میں حدیث ہے کہ:

((اَلَیْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ نِصْفُ لِشَهَادَةِ الرَّجُلِ؟ قُلْنَا بَلٰی قَالَ ذٰلِکَ لِنُقْصَانِ عَقْلِهِنَّ))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کی گواہی مرد کی آدھی گواہی کے برابر نہیں ہے؟ عورتوں نے کہا کس وجہ سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ان کی کم عقلی کی وجہ سے ہے''

اور یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے جیسا کہ درمنثور (ص ۳۷۱ ج ۱) میں مذکور ہے اور قرآن کریم میں دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کی گواہی کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿فَإِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ﴾ [۲/البقرۃ:۲۸۲]

''پھر اگر دو گواہ مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔''

پس ثابت ہوا کہ ان کی عقل ناقص ہے۔ لہٰذا داڑھی کا بڑھانا عقل کے

کمال کی دلیل ہے نہ کہ کم عقلی کی۔ بلکہ جنوں اور انسانوں میں سے زیادہ عقل والے انبیا علیہم السلام تھے۔ اس لیے ان کے سر پر نبوت کا تاج رکھا۔ ارشاد ہے کہ:

﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ﴾ [۷/الانعام:۱۲۴]

''اللہ تعالیٰ جس جگہ اپنی رسالت سپرد کرتا ہے اس کو خوب جانتا ہے''

اور پہلے بیان ہوا ہے کہ انبیا علیہم السلام کی داڑھیاں بڑی تھیں۔ اس سے ان لوگوں کا یہ وہم اور گمان باطل ثابت ہوا۔ کیا کوئی مسلمان ایسا گمان کر سکتا ہے؟ یا اس کو کرنا جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت جیسی عظیم امانت (معاذ اللہ) بے عقلوں یا کم عقلوں کو دی ہے۔ ((مَا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ))

نیز سید الانبیا، امام الانبیا والمرسلین، خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ علی الاطلاق سب لوگوں سے زیادہ عقل والے ہیں۔ آپ کی داڑھی مبارک لمبی تھی اور دونوں طرف سے سینہ بھرتی تھی۔ جیسا کہ شروع میں شمائل ترمذی کی حدیث گزری۔ اس طرح صحیح مسلم (ص ۲۵۹ ج ۲ مع النووی کتاب الفضائل) میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ((وكان كثير شعر اللحية)) اور شمائل ترمذی باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہند بن ابی ہالہ سے روایت ہے کہ ((كان كث اللحية)) اور مسند احمد (ص ۱۲۷، ۱۴۳، ۹۶۷ ج ۱) میں ہے کہ ((عظيم اللحية)) اور دلائل النبوۃ للبیہقی میں لفظ عظیم اللحیۃ ہے اور دوسرے طریق سے ہے کہ کث اللحیۃ اور اسی لفظ سے ابو نعیم میں ابن مسعود سے مروی ہے (البدایہ والنھایہ: ص ۱۸ ج ۶) ان الفاظ کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک بڑی گھنی، زیادہ بالوں والی تھی۔ پس ایسا گمان کرنے والا جرأت کر سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

حق میں بھی ایسا ناپاک ارادہ رکھے یا ایسی فحش بات بولے۔ نعوذ باللہ من ذلک اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو افقہ الامۃ ہیں ان کی بھی داڑھیاں تھیں۔ حالانکہ ان ہی سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی جماعت بنائی۔ جنہوں نے آپ سے دین سیکھا اور سمجھا اور دوسروں تک پہنچایا۔ ان کی داڑھیاں تھیں۔ اس لیے اس قسم کی بات کہنے والا خود بے عقل ہے اور قاضی ابو یوسف کا قول ہے: من عظمت لحیته جلت معرفته قوت القلوب لابی طالب المکی. (ص۹ ج۴)

''یعنی جس شخص کی داڑھی بڑی ہوگی اس کی معرفت چمکتی رہے گی''

اور بڑے بڑے علما نے داڑھی بڑھانے کو ضروری قرار دیا اور اس کے مونڈنے کی مذمت کی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ''الاختیارات العلمیۃ'' (ص ٦) میں فرماتے ہیں: ویحرم حلق اللحیة ''یعنی داڑھی کا مونڈنا حرام ہے۔'' حنفی مذہب کا مشہور عالم ابن عابدین شامی (ردالمختار شرح الدر المختار ص ۴۱۸ ج ۲) میں فرماتے ہیں و یحرم علی الرجل قطع لحیته ای حلقها یعنی داڑھی کا مونڈنا حرام ہے اور مالکی مذہب کا مشہور عالم علامہ عدوی حاشیہ شرح رسالہ ابن ابی زید (ص ۴۱۱ ج ۲) میں فرماتے ہیں:

نقل عن مالک کراهة حلق ماتحت الحنک حتی قال انه من فعل المجوس...... کما یحرم ازالة شعر اللحیة ''یعنی امام مالکؒ سے منقول ہے کہ داڑھی کے نیچے کے بالوں کو مونڈنا مکروہ ہے یہاں تک انہوں نے فرمایا کہ یہ مجوسیوں کا فعل ہے۔ جس طرح کہ داڑھی کے بال ہٹانا یا مونڈنا حرام ہے۔''

امام حافظ ابن عبدالبر ''التمہید'' میں فرماتے ہیں:

ویحرم حلق اللحیة ولا یفعله الا المخنثون من الرجال.

''یعنی داڑھی کا مونڈنا حرام ہے، ہیجڑوں کے سوا اور کوئی مرد ایسا نہیں کرتا۔''

علامہ سفارینی ''غذا الباب'' (ص ۳۷٦ ج ۱) میں فرماتے ہیں:

المعتمد فی المذهب حرمة حلق اللحیة.

''یعنی ہمارے مذہب میں معتمد یہ بات ہے کہ داڑھی کا مونڈنا حرام ہے۔''

داڑھی بڑھانے کے فوائد

شیخ ابوطالب المکی ''قوت القلوب'' (ص ۹ ج ۴) میں فرماتے ہیں:

وقال بعض الادباء فی اللحیة خصال نافعة منها تعظیم الرجل والنظر الیه بعین العلم والوقار و منها رفعه فی المجالس والاقبال علیهم و منها تقدیمه علی الجماعة و تعقیله وفیها وقایة للعرض یعنی اذا ارا دوا شنمه عرضوا له بها فوقة عرضه.

''یعنی بعض ادیبوں کا قول ہے کہ داڑھی بڑھانے میں کئی فوائد ہیں۔ مثلاً (۱) لوگوں کی نظر میں داڑھی والے کی عزت ہوتی ہے اور اس کو علمی اور باوقار شخصیت سمجھا جاتا ہے۔ (۲) مجلسوں میں اس کی تعظیم کی خاطر اونچی اور نمایاں جگہ پر بٹھایا جاتا ہے اور سب اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ (۳) جماعت وغیرہ میں اس کو آگے کیا جاتا ہے۔ (۴) اس میں اس کی عزت کی حفاظت ہے کیونکہ جب کوئی فحش کلامی پہ آتا ہے تو اس کی داڑھی دیکھ کر اس کو شرم آتی ہے اس طرح اس کی عزت بچ جاتی ہے۔''

حافظ ابن قیم ''التبیان فی اقسام القرآن'' (ص ۲۳۱) میں فرماتے ہیں:

واما شعر اللحية ففيه منافع منها الزينة والوقار والهيبة ولهذا لا يرى على الصبيان والنساء من الهيبة والوقار ما يرى على ذوى اللحى و منها التمييز بين الرجال.

''یعنی داڑھی کے بال بڑھانے میں کئی فوائد ہیں۔ مثلاً اس میں مرد کی زینت ہے اور اس کا وقار اور تعظیم ہے اور اس سے اس کی ہیبت ظاہر ہوتی ہے۔ اس لیے بچوں اور عورتوں میں وہ ہیبت اور وقار دکھائی نہیں دیتا جو کچھ داڑھی والوں میں ہوتا ہے۔ اس سے مرد اور عورت کے درمیان فرق اور پہچان ہوتی ہے۔''

بعض لوگوں نے داڑھی بڑھانے کے طبی فوائد بتائے ہیں مثلاً یہ کہ (۱) بار بار ٹھوڑی اور گالوں پر استرا پھرانا بصارت کو بڑا نقصان دیتا ہے اور اس دائمی عمل سے آہستہ آہستہ نظر کم ہو جاتی ہے اور داڑھی والے اکثر اس سے محفوظ رہتے ہیں (۲) داڑھی گلے اور سینہ تک ضرر دینے والے جراثیم سے مانع ہے۔ (۳) مسوڑھوں کو عوارض اور تکالیف سے کافی محفوظ رکھتی ہے۔ (۴) داڑھی کی وجہ سے بار بار تیل وغیرہ لگایا جاتا ہے جس سے گالوں کی کھال تر وتازہ رہتی ہے جس طرح زمین پانی سے اور داڑھی مونڈنے والا اس فائدہ سے محروم رہتا ہے۔ [1]

نیز ہومیو پیتھک علاج کی مشہور کتاب ''خاندانی علاج'' (ص ۵۱۳) میں مذکور ہے کہ داڑھی بڑھانے سے خناق جیسی خطرناک بیماری سے بچاؤ رہتا ہے۔

قارئین! سب سے بڑا فائدہ اس میں یہ ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور آپ نے اس کے بارے میں حکم بھی دیا ہے اور آپ ﷺ کی سنت

---

[1] وجوب اعفاء اللحیۃ۔ کاندھلوی: ص ۳۲، ۳۳۔

اور حکم کی تابعداری کرنا اللہ تعالیٰ کی محبت کا باعث ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ [۳/آل عمران:۳۱]

''اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرے پیچھے چلو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔''

پس جو مسلمان داڑھی رکھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔

خاتمہ

قارئین! آخر میں جناب مودودی صاحب نے اس سنت کی جو توہین کی ہے اس کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ صاحب موصوف ''رسائل و مسائل'' (ص ۱۴۵، ج ۱) میں فرماتے ہیں: ''اور خصوصاً فسق کی وہ آخر کیا تعریف کرتے ہیں جن کی بنا پر ان کی تعین کردہ مقدار سے کم داڑھی رکھنے والے پر فاسق کا اطلاق ہو سکتا ہے؟ مجھے سخت افسوس ہے کہ بڑے بڑے علما خود حدود شرعیہ کو نہیں سمجھتے اور ایسے فتوے دیتے ہیں جو صریحاً حدود شرعیہ سے متجاوز ہیں۔''

اور کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں:

''میرے نزدیک کسی کی داڑھی کے چھوٹے یا بڑے ہونے سے کوئی خاص فرق واقع نہیں ہوتا۔'' (ص ۱۵۱ بحوالہ ترجمان القرآن ربیع الاول، جمادی الثانی سن ۱۳۶۴ھ بمطابق مارچ، جون ۱۹۴۵ء نیز ص ۲۴۸۔۲۵۵) میں بحوالہ ترجمان

القرآن صفر ۱۳۶۵ھ جنوری ۱۹۴۶ء میں ایک فتوی مع سوال و جواب مذکور ہے۔ جس سے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

نمبر 1

آپ کا یہ خیال کہ جتنی بڑی داڑھی رکھتے تھے اتنی ہی بڑی داڑھی رکھنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بعینہٖ وہ سنت سمجھ رہے ہیں جس کے جاری کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیا مبعوث کیے جاتے رہے۔

نمبر 2

سنت کے متعلق لوگ عموماً یہ سمجھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اپنی زندگی میں کیا ہے وہ سب سنت ہے لیکن یہ بات بڑی حد تک درست ہونے کے باوجود ایک حد تک غلط بھی ہے۔ دراصل سنت اس طریق عمل کو کہتے ہیں جس کے سکھانے اور جاری کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تھا۔ اس سے شخصی زندگی کے وہ طریقے خارج ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت ایک انسان ہونے کے یا بحیثیت ایک شخص ہونے کے جو انسانی تاریخ کے خاص دور میں پیدا ہوا تھا اختیار کیے۔ یہ دونوں چیزیں کبھی ایک ہی عمل میں مخلوط ہوتی ہیں اور ایسی صورت میں یہ فرق و امتیاز کرنا کہ اس عمل کا کونسا جزو سنت ہے اور کونسی عادت، بغیر اس کے ممکن نہیں ہوتا کہ آدمی اچھی طرح دین کے مزاج کو سمجھ چکا ہو۔ اصولی طور پر یوں سمجھیے کہ انبیا علیہم السلام انسان کو اخلاق صالح کی تعلیم دینے اور زندگی کے ایسے طریقے سکھانے کے لیے آتے

رہتے ہیں جو ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ [۳۰/الروم:۳۰] کے ٹھیک ٹھاک منشاء کے مطابق ہوں ان اخلاقی اور فطری طریقوں میں ایک چیز تو روح کی حیثیت رکھتی ہے اور دوسری چیز قالب و مظہر کی حیثیت۔ بعض امور میں روح اور قالب دونوں اسی شکل میں مطلوب ہوتے ہیں۔ جس مشکل میں بھی اپنے قول وعمل سے ان کو واضح کرتا ہے اور بعض امور میں روح اخلاق و فطرت کے لیے۔ نبی ﷺ اپنے مخصوص تمدنی حالات اور اپنے مخصوص افتاد مزاج کے لحاظ سے ایک خاص عملی قالب اختیار کرتا ہے اور شریعت کا مطالبہ ہم سے صرف یہ ہوتا ہے کہ ہم اس روح اخلاق و فطرت کو اختیار کریں، رہا وہ عملی قالب جو پیغمبر نے اختیار کیا تھا اسے اختیار کرنے یا نہ کرنے کی شرعاً آزادی ہوتی ہے۔ پہلے قسم کے معاملات میں سنت صرف وہ روح اور اخلاق و فطرت ہے جو شریعت میں مطلوب ہے نہ کہ وہ عملی قالب جو صاحب شریعت نے اس کے اظہار کے لیے اختیار کیا۔

نمبر 3

اسی طرح داڑھی کے معاملے میں جو شخص حکم کا یہ منشا سمجھتا ہو کہ اسے بلا نہایت بڑھنے دیا جائے وہ اپنی اس رائے پر عمل کرے اور جو شخص کم سے کم ایک مشت کو حکم کا منشا پورا کرنے کے لیے ضروری سمجھتا ہو وہ اپنی رائے پر عمل کرے اور جو شخص مطلقاً داڑھی رکھنے کو (بلا قید مقدار) حکم کا منشا پورا کرنے کے لیے کافی سمجھتا ہو وہ اپنی رائے پر عمل کرے۔ ان تینوں گروہوں میں کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ استنباط و اجتہاد سے جو رائے اس نے قائم کی ہے وہی شریعت ہے اور اس کی پیروی سب لوگوں

پر لازم ہے۔ ایسا کہنا اس چیز کو سنت قرار دینا ہے جس کے سنت ہونے کا کوئی ثبوت نہیں اور یہی وہ بات ہے جس کو میں بدعت کہتا ہوں۔ رہا یہ استدلال کہ نبی ﷺ نے داڑھی رکھنے کا حکم دیا اور اس حکم پر خود ایک خاص طرح کی داڑھی رکھ کر اس کی عملی صورت بتا دی۔ لہٰذا حدیث سے حضور ﷺ کی جتنی داڑھی مذکور ہے اتنی ہی اور ویسی داڑھی رکھنا سنت ہے تو یہ ویسا ہی استدلال ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ حضور ﷺ نے ستر عورت کا حکم دیا ہے اور ستر چھپانے کے لیے ایک خاص طرز کا لباس استعمال کر کے بتا دیا۔ لہٰذا اس طرز کے لباس سے تن پوشی کرنا سنت ہے۔ اگر یہ استدلال درست ہے تو میرے نزدیک آج متبعین سنت میں سے کوئی شخص اس کی اتباع نہیں کر رہا۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ تمدن و معاشرت میں ایک چیز وہ اخلاقی اصول ہیں جن کو زندگی میں جاری کرنے کے لیے نبی تشریف لائے تھے اور دوسری چیز وہ عملی صورتیں ہیں جن کو نبی ﷺ نے ان اصولوں کی پیروی کے لیے خود اپنی زندگی میں اختیار کیا۔ یہ عملی صورتیں کچھ تو حضور ﷺ کے شخصی مذاق اور طبیعت کی پسند پر مبنی تھیں، کچھ اس ملک کی معاشرت پر جس میں آپ پیدا ہوئے تھے اور کچھ اس زمانہ کے حالات پر جس میں آپ ﷺ مبعوث ہوئے تھے۔ ان میں سے کسی چیز کو بھی تمام اقوام اور تمام لوگوں کے لیے سنت بنا دینا مقصود نہ تھا۔

قارئین! ان عبارات کو غور سے پڑھیں، یہاں چند باتیں قابل غور ہیں:

① سنت اور عادت میں فرق کرنا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی سب عادتیں اور خصلتیں ہمارے لیے سنت ہیں۔ ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [۳۳/الاحزاب:۲۱]

''تم لوگوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔''

اور یہاں یہ فرق نہیں بتایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فلاں کام اس ''عمدہ نمونہ'' میں داخل نہیں ہے۔ یہ تفریق ایک قسم کی نئی تشریح ہے۔ جس سے بے دین اور ملحد لوگوں کے لیے ایک دروازہ کھل جاتا ہے کہ جو کام آپ کو پسند نہ آئے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کہہ کر غیر ضروری قرار دے دیتے ہیں۔

② اس قاعدہ پر داڑھی کے مسئلہ کو متفرع کیا گیا ہے حالانکہ اس کے لیے پھر جدا دلیل چاہیے کہ داڑھی بڑھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ذاتی عادت تھی یا شرعی عمل تھا۔ اس کے لیے کوئی دلیل نہیں بلکہ متعدد دلیلیں اس پر شاہد ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل تھا نہ کہ محض عادت۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ خود مودودی صاحب نے اپنے بیان میں اقرار کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی چھوڑنے کا حکم دیا ہے یہ خود زبردست دلیل ہے کہ یہ شرعی حکم ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت فتنے اور عذاب کا موجب ہے۔ جیسا کہ پہلی دو احادیث کی تشریح میں سورۂ نور کی آیت گزری ہے۔

ثانیاً: جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کاٹنے والوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہیں فرمایا۔ جیسا کہ حدیث نمبر 11 میں گزرا ہے۔ یہ خود بڑی دلیل ہے کہ یہ شرعی حکم تھا نہ کہ محض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی۔

ثالثاً: داڑھی کاٹنے کو مشرکین اور مجوسیوں کا شعار کہا گیا ہے جیسا کہ حدیثوں میں بیان ہوا، اس سے ثابت ہوا کہ داڑھی اسلامی شعار ہے اور اس کو محض عادت کہنا اسلامی شعار کی توہین کے برابر ہے۔

رابعاً: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین اور مجوس کے ساتھ مخالفت کرنے کا حکم دیتے ہوئے

داڑھی کو بڑھانے اور مونچھیں کاٹنے کا حکم فرمایا۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ یہ شرعی عمل ہے، اس کو محض عادت کہنا شرعی عمل کو گرانے اور مٹانے کے مترادف ہے۔

خامساً: اوپر حدیث نمبر 11 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گزرا کہ میرے پروردگار نے مجھے داڑھی چھوڑنے اور مونچھیں کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ یہ محض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت نہ تھی بلکہ رب العالمین کے فرمان کی تعمیل تھی اور اس سے ان لوگوں کا خیال بھی رد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے رواج کی متابعت کرتے ہوئے داڑھی بڑھائی تھی بلکہ ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی اتباع کرتے ہوئے اس طرح کیا۔

سادساً: اس کو فطرت میں شمار کرنا خود دلیل ہے کہ داڑھی بڑھانا اس دین کا جزو ہے۔ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے۔

سابعاً: داڑھی بڑھانا ابراہیم علیہ السلام کی ملت میں تھا۔ اس لیے اس کو محض عادت نہیں کہا جا سکتا۔

ثامناً: یہ بھی ثابت ہوا کہ پہلے انبیا علیہم السلام کی داڑھیاں بھی بڑھی ہوئی تھیں۔ پس اس کو صرف عادت کہنے والے یہ سوچیں کہ یہ کسی خاص قوم یا سوسائٹی کی عادت نہیں بلکہ اللہ کے نبیوں اور رسولوں علیہم السلام کی عادت ہے۔ پس اگر وہ بھی شرعی عمل نہیں تو پھر کس چیز کا یہ نام ہے؟

③ اس مضمون میں "فطرۃ اللہ" کا بھی ذکر ہے اور اوپر بیان ہوا کہ داڑھی بڑھانا بھی فطرت اور ان نیک کاموں میں سے ہے جن کے سکھانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔

④ روح اور قالب کی بھی عجیب مثال ہے حالانکہ قالب کی خوبی یا برائی روح کی خوبی یا برائی پر موقوف ہے اور بالخصوص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جن کا قالب اور روح دونوں یقیناً صاف اور سب قالبوں اور روحوں سے اعلیٰ ہے پس آپ کی ظاہری شکل اور قالب آپ کی روح کی صفائی پر مبنی ہے اور اگر ہم آپ کے ظاہری قالب کی پیروی سے آزاد ہیں تو باقی کونسی ہم پر پابندی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر قالب کو ہی دیکھتے تھے۔ چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حتى اذا ستوت به ناقته على البيداء نظرت الى مد بصرى من بين يديه من راكب و ماش و عن يمينه مثل ذلك و عن يساره مثل ذلك و من خلفه مثل ذلك و رسول الله صلى الله عليه وسلم بين اظهرنا و عليه ينزل القرآن وهو يعرف تاويله و ما عمل من شيء عملنا به [1]

"میدان بیداء میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آپ کو لے کر اٹھی تو میں نے آپ کے آگے، دائیں، بائیں اور پیچھے دیکھا تو میری نظر کی پہنچ تک سوار اور پیدل آدمی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تھے اور آپ پر ہی قرآن نازل ہو رہا تھا اور آپ ہی اس کی تفسیر اور مراد کو جانتے تھے۔ ہم تو وہی عمل کرتے تھے جس طرح آپ کرتے تھے۔"

ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری قالب دنیا کے لیے نمونہ تھا۔

[1] صحیح مسلم ص ۳۹۵ ج ۱، مع النووی۔

⑤ داڑھی کی بابت جو تین صورتیں مودودی صاحب نے بیان کی ہیں وہ محض خیالی اور دماغی اختراع کا نتیجہ ہیں کیونکہ حدیث میں تو صرف اعفاء یعنی داڑھی چھوڑنے کا حکم ہے۔ یہی ایک صورت صحیح ہے اس کو استنباط کہنا غلط ہے کیونکہ یہ صریح نص ہے۔ البتہ باقی دو صورتیں یعنی قبضہ کے برابر یا کوئی نہ کوئی مقدار ان دونوں صورتوں کو استنباط کہا جائے تو اور بات ہے اور یہ قاعدہ مسلم ہے کہ نص کے مقابلہ میں استنباط کوئی چیز نہیں ہے۔ اس سے چھوٹی داڑھی والے تو خوش ہو سکتے ہیں لیکن اہل تحقیق کے نزدیک اس کی قدر و قیمت نہیں ہے کیونکہ یہاں نص صریح موجود ہے۔

⑥ یہ بھی عجیب بات ہے کہ داڑھی چھوٹی یا بڑی ہونے میں کوئی فرق نہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل چھوڑ دینے، بڑھانے اور زیادہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ حدیث کے الفاظ گزرے تو پھر اس کو گھٹانے یا چھوٹی کرنے سے بہت بڑا فرق اور حکم کی مخالفت لازم آتی ہے۔

⑦ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کے برابر داڑھی بڑھانے کو سنت نہ کہنا خود سنت پر سنگین حملہ ہے۔

⑧ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کو منڈوانے یا کٹوانے کو مجوسیوں اور مشرکوں کا خاصا بتلایا اور پھر ہمیں داڑھی چھوڑنے اور بڑھانے کا حکم دیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جن رسوم کی اصلاح کرنے کے لیے تشریف لائے ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ پس اس پر اعتراض کرنا دشمنی یا کم از کم، کم فہمی ہے۔

⑨ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب کاموں کو سنت کہنے کے عقیدہ کو غلط کہنا اپنی طرف سے سنت میں تقسیم کرنی ہے جس کی اجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو حاصل نہیں۔

⑩ نیز یہ کہنا کہ سنت میں سے دو حالتیں خارج ہیں (۱) جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت انسان ہونے کے کئے ہیں۔ (۲) یا وہ جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حیثیت سے کئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاص اس دور میں تھے جبکہ وہ کام مروج تھے۔ یہ قاعدہ انتہائی خطرناک ہے۔ کئی کام ایسے حیلوں کے ذریعے رد کئے جاسکتے ہیں۔ اولاً یہ تخصیص شرعی دلائل کی بنیاد نہیں ہے۔ ثانیاً: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی کو امت کے لیے اسوۂ حسنہ کہا گیا ہے اور ان میں سے صرف وہی چیز خاص ہو سکتی ہے جس کی تخصیص کے لیے قرآن یا حدیث میں کوئی نص موجود ہو اور یہاں ایسی کوئی نص موجود نہیں۔ ثالثاً: واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے دور میں پیدا ہوئے جس میں عقیدہ، عمل اور عبادت بلکہ پوری زندگی کی بابت کئی رسمیں اس دور کے لوگوں میں موجود تھیں جن میں سے کئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رد فرمائیں اور مٹا دیں اور کچھ رسومات بحال بھی رکھیں اور اگر بالفرض یہ تسلیم کیا جائے کہ داڑھی کو بڑھانا صرف عربوں کی رسم تھی لیکن آپ نے اس کو نہیں مٹایا اور اگر بات صرف اس قدر ہوتی تو کہا جا سکتا کہ داڑھی بڑھانا جائز ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رسم کو نہیں مٹایا۔ لیکن یہاں تو حکم اور تاکید موجود ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو فطرت میں شمار کر رہے ہیں اور داڑھی مونڈے ہوئے کی طرف نظر بھی نہیں اٹھاتے جس سے ہر ایک مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ یہ ایک شرعی رسم ہے۔ اس لیے مسلمانوں کے لیے ضروری اور لازمی ہے۔

⑪ جس کام کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں اس پر آپ کا عمل ہو، ایسے حکم کی تعمیل کے لیے اور کونسا واضح ثبوت ہو سکتا ہے؟ پس ایسے حکم کو کسی اعتبار میں نہ لانا دور جدید کی شریعت ہے۔

⑫ جو تین صورتیں داڑھی کی بابت ذکر کی گئی ہیں ان کے متعلق مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ اپنی رائے پر عمل کرے۔ یہ بھی عجیب فتویٰ ہے جبکہ نص نبوی صلی اللہ علیہ وسلم صریح موجود ہے کہ واعفوا اللحی پھر بھی ہر ایک اپنی رائے کو استعمال کرے جس کے معنی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مسلمانوں کے لیے کوئی ضابطہ نہیں ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

⑬ دلائل سے ثابت ہو چکا کہ داڑھی بڑھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور سنت ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے پھر بھی مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ ان تینوں آراء میں کسی کو شریعت نہیں کہا جا سکتا۔ حالانکہ پہلی صورت یعنی داڑھی کو بالکل چھوڑ دینا تو حدیث کے الفاظ میں منصوص ہے۔ پس اس کو بھی شریعت نہ کہنا جرأت عظیم ہے اور اس کو اپنی رائے کہنا حدیث کی توہین ہے۔

⑭ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کی دو قسمیں بتلاتے ہیں جن میں سے ایک بقول مودودی وہ اعمال ہیں جو کہ آپ کے اپنے مذاق اور شخصیت پر موقوف ہیں اور کچھ وہ جو کہ ایک ایسے معاشرہ میں موجود تھے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ یہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہے، بلکہ آپ کی عصمت میں خلل پیدا کرنا ہے۔ افسوس! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان دنیاوی لیڈروں کا مقام دیا گیا جو کہ ہمیشہ ماحول سے متاثر ہوتے رہتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ماحول کو اللہ کی شریعت اور ضابطوں کے مطابق بنانے میں کوشاں رہے۔ خود فرماتے ہیں:

((بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ))

''میں نیک اور صالح اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔'' [1]

پس آپ کے متعلق یہ گمان کرنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طبعی پسند یا ماحول کے اثر کی وجہ سے یہ کام کیے، آپ کے متعلق سوءِ ظن اور فاسد گمان ہے۔

⑮ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی عمل کے لیے یہ کہنا کہ سب لوگوں یا قوم کے لیے یہ کام سنت بنانا مقصود نہ تھا اس آیت کے صریحاً منافی ہے:

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ [۷/الاعراف:۱۵۸]

''آپ کہہ دیجیے کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔''

بلکہ آیت

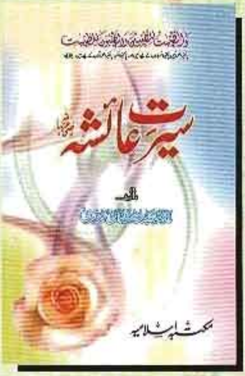
﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [۳۳/الاحزاب:۲۱]

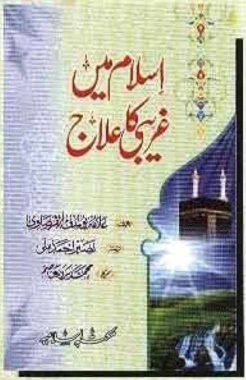
میں جمیع مسلمانوں سے خطاب ہے۔

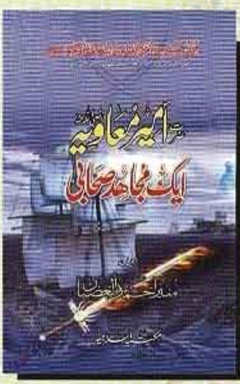
اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو صحیح راستے پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے! (آمین)

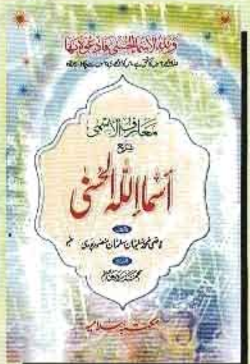
---

[1] الجامع الصغیر: ص۸ ج۲ بحوالہ الحاکم والبیہقی من حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔


سیرت عائشہ
مکتبہ اسلامیہ


اسلام میں
غریبی کا علاج
مکتبہ اسلامیہ


امیر معاویہ
ایک مجاہد صحابی


اسماء اللہ الحسنیٰ
مکتبہ اسلامیہ